اصلاحِ نیّت کی ضرورت اور اہمیّت

مدرّس : پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ اَمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ اَبِی حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ یَقُولُ :

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِیءٍ مَا نَوٰی، فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ، وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ لِدُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوِ امْرَاَۃٍ یَنْکِحُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْہِ)) (رواہ البخاری و مسلم)

امیر المؤمنین ابوحفص عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے‘ وہ کہتے ہیں‘ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

”تمام اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق جزا ملے گی۔ پس جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کے لیے ہو تو اُسی کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے لیے ہے۔ اور جس کی ہجرت حصولِ دنیا کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کی غرض سے ہو تو اس کی ہجرت اسی چیز کے لیے ہے جس کے لیے اس نے ہجرت کی۔“

اس حدیث کے راوی امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق ؓ ہیں۔ ابوحفص ان کی کنیت ہے۔ زوجۂ رسولؐ حضرت حفصہ ؓ حضرت عمر ؓ کی صاحبزادی ہیں‘ اسی نسبت سے آپ کو ابوحفص کہا جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق ؓ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میں نے خود رسول اللہ ﷺ کی زبان سے سنی ہے —— یہ حدیث متفق علیہ ہے اور اس کی اہمیت مسلمہ ہے۔ حدیث کی اکثر کتابوں میں اس کو سب سے پہلے درج کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے چالیس احادیث حفظ کرنے کی فضیلت بتلائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے میری امت کی حفاظت کی خاطر دین کے معاملے میں چالیس احادیث حفظ کیں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے فقہاء اور علماء کے گروہ میں سے اٹھائے گا“۔ چنانچہ پچاس سے زائد علمائے کرام نے چالیس چالیس احادیث کے مجموعے مرتب کیے۔ ان میں امام یحییٰ بن شرف الدین النوویؒ کا مرتب کردہ چالیس احادیث کا مجموعہ مشہور و معروف اور مقبول ترین ہے۔ زیر درس حدیث اس مجموعے کی پہلی حدیث ہے۔ امام نووی کا منتخب کردہ ایک اور مجموعۂ احادیث ’ریاض الصالحین‘ کے نام سے مشہور ہے‘ جو علماء کے نزدیک بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ امام نووی نے صرف ۴۵ سال عمر پائی مگر اتنی مختصر عمر میں کتاب وسنت سے متعلق ان کی خدمات بہت زیادہ ہیں جنہیں انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے۔ کسی عمل کے انجام دینے میں اصل اہمیت نیت ہی کی ہے۔ نیت کی اچھائی کا تعلق نیک کاموں سے ہے۔ اگر کسی بُرے کام کو اچھی نیت سے کیا جائے تو وہ کام

اچھا نہیں گنا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص کسی حرام مال کمانے والے کی چوری اس نیت سے کرتا ہے کہ اس طرح حاصل ہونے والا مال وہ ضرورت مندوں اور فقیروں میں تقسیم کر دے گا تو ایسی نیت سے چوری کرنا اچھا عمل نہیں سمجھا جائے گا۔ گویا لازم ہے اچھی نیت سے کیا ہوا کام جائز اور نیک بھی ہو۔ البتہ نیک کام اگرچہ ایک دوسرے سے مختلف ہوں یا متضاد ہوں تو بھی اجر پائیں گے۔ ایک شخص نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں آیا۔ اس کے پاس سواری کا جانور تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا مگر مسجد کے باہر اسے کوئی کھونٹا نظر نہ آیا جہاں وہ اپنا جانور باندھ لے۔ اس نے لکڑی کا ایک ٹکڑا زمین میں گاڑا' اس کے ساتھ اپنے جانور کو باندھا' نماز پڑھی اور چلا گیا۔ البتہ وہ کھونٹا وہیں گڑا رہنے دیا تاکہ اگر کوئی دوسرا بھی آئے تو یہاں اپنا جانور باندھ لے۔ کوئی صاحب آئے تو انہوں نے سوچا کہ یہ کھونٹا یہاں کیوں لگا ہے۔ اس سے تو آنے والے ٹھوکر کھائیں گے' چنانچہ اس نے وہ کھونٹا اکھاڑ پھینکا۔ جب پوچھا گیا تو بتایا گیا کہ دونوں کو نیک کام کا اجر ملے گا' کیونکہ ہر ایک نے یہ کام اچھی نیت سے کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے بنوقریظہ کی طرف مجاہدین کو روانہ کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے عصر کی نماز منزل پر پہنچ کر ادا کرنی ہے۔ مجاہدین چل پڑے لیکن منزل پر پہنچنے سے پہلے نمازِ عصر کا وقت ختم ہو رہا تھا تو اس صورتحال میں کچھ لوگوں نے غروبِ آفتاب سے پہلے نمازِ عصر ادا کر لی اور یہ سمجھے کہ آپؐ نے یہ حکم صرف اس لیے دیا تھا تاکہ مجاہدین جلدی وہاں پہنچ جائیں۔ جبکہ دوسرے گروہ نے حضور ﷺ کے فرمان کے ظاہری الفاظ پر عمل ضروری سمجھا اور راستے میں نمازِ عصر ادا نہ کی اور آپؐ کے فرمان کے مطابق نمازِ عصر قضا کر کے منزل پر پہنچ کر ادا کی۔ رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی تو آپؐ نے فرمایا کہ مجاہدین کے دونوں گروہوں کو اجر ملے گا کیونکہ ہر ایک کی نیت اچھی تھی۔ جس گروہ نے نمازِ عصر وقت پر پڑھ لی ان کی نیت رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی خلاف ورزی نہ تھی بلکہ آپ کے حکم کا مدعا اور مقصد ان کے پیش نظر تھا۔ دونوں گروہوں کی نیت صحیح تھی اور اعمال کا دارومدار تو نیتوں پر ہے۔

نیت کا تعلق زبان سے نہیں' دل سے ہے۔ اگر کوئی آدمی صبح سے شام تک بھوکا پیاسا رہے تو وہ روزہ دار نہیں ہے' اس لیے کہ اس نے روزے کی نیت کے بغیر بھوک اور پیاس برداشت کی۔ روزہ رکھنے اور روزہ افطار کرنے کی دعائیں مشہور ہیں۔ یہ دعائیں زبان سے ادا کرنے کی ہیں جبکہ نیت کا تعلق زبان سے نہیں ہے' چنانچہ روزے کی دل میں نیت کرنا ہی کافی ہے۔ چنانچہ سحر و افطار کی مشہور دعائیں سنت سے ثابت نہیں۔

ایک شخص کی نیت ہے کہ صبح سویرے اپنی گاڑی میں سوار ہو کر گوجرانوالہ جائے گا۔ ہر شخص اس بات کو مضحکہ خیز سمجھے گا کہ وہ گاڑی میں بیٹھ کر زبان سے یہ نیت کرے کہ میں گوجرانوالہ جانے کا ارادہ کرتا ہوں' کیونکہ نیت کا تعلق دل سے ہے۔

مسلمان پر ہزاروں روپے خرچ کر کے عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۭ﴾ (الحج:۳۷) ''اللہ تک نہیں پہنچتا ان قربانیوں کا گوشت اور نہ خون بلکہ اس تک پہنچتا ہے تمہارا التقویٰ''۔ یعنی قدر و قیمت اور اجر اس بات کا ہے کہ قربانی کرنے والے نے کس نیت سے قربانی کی ہے۔ آیا نام و نمود کے لیے اتنی رقم خرچ کی ہے یا صرف گوشت کھانا مقصود ہے۔ اگر ایسا ہے تو اچھے سے اچھے اور قیمتی جانور کی قربانی بھی مقبول نہ ہو گی' کیونکہ اعمال کا دار و مدار

نیتوں پر ہے اور اللہ تعالیٰ ہی نیتوں کو جانتا ہے۔ جس کام کے کرنے میں نیت اللہ کی رضا کا حصول ہو وہ کام عنداللہ ماجور ہے۔

ایک صحابیؓ نے مکان بنایا تو رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ میرے ہاں تشریف لائیں' برکت ہوگی۔ آپؐ گئے اور ان کا گھر دیکھا۔ ایک دیوار میں روشن دان تھا۔ آپؐ نے پوچھا: ''یہ کیوں رکھا ہے؟'' کہنے لگے: حضور ﷺ! یہاں سے روشنی اور ہوا آئے گی۔ آپؐ نے فرمایا: روشنی اور ہوا تو آئے گی' اگر تمہاری نیت یہ ہوتی کہ یہاں سے اذان کی آواز آئے گی تو تمہارا یہ عمل اجر وثواب کا باعث ہوتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک کافر کو چت گرا دیا اور اس کے سینے پر چڑھ گئے۔ قریب تھا کہ اس کو قتل کر دیتے کہ اس نے آپؓ کے منہ پر تھوک دیا۔ آپؓ نے اس کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ آپؓ اس کو اللہ کی رضا کے حصول کی نیت سے قتل کر رہے تھے' مگر اس نے آپ کے چہرے پر تھوکا تو آپ کو غصہ آ گیا۔ اب اگر اسے قتل کرتے تو یہ قتل فی سبیل اللہ نہیں' بلکہ انتقاماً ہو جاتا اور اجر سے خالی ہوتا' لہٰذا آپؓ نے اسے چھوڑ دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک سفر سے واپس آ رہے تھے۔ اُحد پہاڑ کے قریب آ کر ستانے کے لیے لیٹ گئے۔ خیال آیا کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر آٹا ہوتو میں لوگوں میں تقسیم کر کے ان کی ضرورت پوری کر دوں۔ پھر خود ہی مسکرائے کہ یہ کیسا خیال ہے! واپس جا کر رسول اللہ ﷺ سے ملے اور اپنے سفر کا حال بیان کیا اور اپنے اس خیال کا ذکر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ خیال (نیت) کر کے تم نے ضرورت مندوں میں آٹا تقسیم کرنے کا ثواب حاصل کر لیا— دیکھئے' حضرت علیؓ کے پاس آٹا آیا نہ انہوں نے تقسیم کیا' مگر نیت کی وجہ سے ان کو اتنا بڑا اجر حاصل ہوگیا۔

اگر کسی نے اس نیت سے نماز پڑھی کہ لوگ مجھے نمازی کہیں یا اس سے اس کا مقصد کچھ اور ہو تو نماز جیسا اعلیٰ عمل بھی اسے کوئی فائدہ نہ دے گا کہ اس کی نیت میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا نہ تھا۔

زیر درس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق جزا ملے گی۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہی ہوگی اور جس شخص کی ہجرت حصولِ دنیا کے لیے ہوگی تو وہ اسے پالے گا اور اسے ہجرت کا ثواب نہ ملے گا۔ مثلاً کوئی شخص روزی کمانے کے لیے کسی دور دراز کے ملک میں ہجرت کرتا ہے تو اگرچہ اس نے ہجرت کی مگر وہ ہجرت کا ثواب نہ پائے گا' کیونکہ اس ہجرت میں اس کی نیت رضائے الٰہی نہ تھی۔ اسی طرح اگر کوئی اپنا وطن چھوڑتا ہے کسی عورت کے ساتھ شادی کرنے کی خاطر تو اس کی ہجرت اس عورت کے لیے ہی شمار ہوگی۔

ایک شخص نے ایک عورت کی خاطر ہجرت کی تو لوگ اسے مہاجر اُمِ قیس کہتے تھے' کیونکہ آدمی کی ہجرت اسی کے لیے شمار کی جائے گی جس مقصد کے لیے اس نے ہجرت کی۔ گویا ہر عمل کا دار و مدار نیت پر ہے۔ کوئی شخص اگر نیک کام کرنے کی نیت کرتا ہے تو اس کو نیک نیتی کی بنا پر اس کام کے کرنے کا ثواب مل جاتا ہے اگرچہ وہ کسی وجہ سے وہ کام نہ کر سکے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ کسی برے کام کے کرنے کی نیت پر اسے برا کام کرنے کا گناہ نہیں ملتا' البتہ وہ گناہ کر لے تب ہی وہ گناہ گار شمار ہوتا ہے۔

❀❀❀